ابوسعید حنیف احمد محمود۔برطانیہ

تقریر

تقریر بابت لجنہ اماء اللہ
وقت 5-7 منٹ

”آج حوّا کی بریّت کے ہوئے ہیں سامان“

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنۡ ذَکَرٍ اَوۡ اُنۡثٰی وَ ہُوَ مُؤۡمِنٌ فَاُولٰٓئِکَ یَدۡخُلُوۡنَ الۡجَنَّۃَ وَلَا یُظۡلَمُوۡنَ نَقِیۡرًا۔(النساء:125)

یعنی جو لوگ خواہ مرد ہوں یا عورتیں مومن ہونے کی حالت میں نیک کام کریں گے تو وہ جنت میں داخل ہوں گے۔ اور ان پر کھجور کی گٹھلی کے سوراخ کے برابر (بھی) ظلم نہیں کیا جائے گا۔

معزز سامعات! امریکہ سے میری ایک محسنہ اور واقف کار مکرمہ امۃ الباری ناصر صاحبہ نے مجھے ایک بہت دلچسپ اور قابلِ قدر میسج لکھا کہ ”حوّا کی بیٹیاں اور جنت نظیر معاشرہ۔ کتاب کے لیے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے لجنہ اماء اللہ کے حوالہ سے اپنے خطابات بھجوا کر بعض ہدایات بھی دیں۔ مزے دار بات یہ ہوئی کہ مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے فون پر بتایا کہ حضور کی خواہش ہے کہ اِس کتاب کے شروع میں اِس مفہوم کا شعر درج کیا جائے کہ **حضرتِ حوّا پر جنت سے نکالے جانے کا الزام لگایا جاتا ہے اب اُن کی بیٹیوں نے دوبارہ جنت حاصل کر کے اس الزام کو دھو دیا ہے۔** خاکسار نے اس مفہوم کا ایک شعر بنا کر بھیجا جو حضور نے پسند فرمایا اور کتاب کے پہلے صفحے پر شائع کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی“۔ یہ شعر یوں ہے۔

آج حوّا کی بریّت کے ہوئے ہیں سامان
بیٹیاں جنتِ گُم گشتہ کو لے آئی ہیں

مکرمہ موصوفہ نے یہ میسج لکھ کر مجھے لکھا کہ ”**اس پر بھی لکھا جاسکتا ہے**“۔ اور بعد میں سات اشعار پر مشتمل ایک نظم بھی بھجوائی۔ جو کچھ یوں ہے۔

دل سے ہم وصلِ الٰہی کی تمنائی ہیں
حضرت احمد مختارؐ کی سودائی ہیں

سائباں سر پہ مسیحاؑ کی دعا ہے ہر دم
ہم خلافت کی دل و جان سے شیدائی ہیں

ہم نے لجنہ کے لئے وقف کیا ہے خود کو
ربِّ رحمان کی ہم لونڈیاں کہلائی ہیں

مال و جاں وقت اور اولاد کئے ہیں قرباں
دورِ اوّل کی ادائیں سبھی اپنائی ہیں

اپنی لجنہ سے بہت فیض ملا ہے ہم کو
علم و عرفان کی باتیں ہمیں سمجھا ئی ہیں

ہم نے تنظیم سے سیکھا ہے اطاعت کا سبق
آرزوئیں دلِ مسرور کی بر آئی ہیں

آج حوّا کی بریّت کے ہوئے ہیں ساماں
بیٹیاں جنتِ گم گشتہ کو لے آئی ہیں

سامعات! اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں دو مقامات (سورۃ البقرہ آیت 36 اور سورۃ الاعراف آیت 20) پر حضرت آدمؑ اور آپؑ کی اہلیہ حضرتِ حوّا کے جنت سے نکلنے کا ذکر کیا ہے۔ عام طور پر اِس کی وجہ حضرتِ حوّا کو قرار دیا جاتا ہے۔ کیا ہی عارفانہ نکتہ ہے اور اس عام خیال کی تردید ہے جو حضور رحمہ اللہ کے اِس پیغام میں ملتا ہے کہ "حضرت حوّا پر جنت سے نکالنے کا الزام لگایا جاتا ہے۔"

فیروز اللغات اردو میں حوّا کے تحت لکھا ہے کہ "سب انسانوں کی ماں" اور یوں جماعت احمدیہ میں ممبرات لجنہ اماء اللہ اور ناصرات الاحمدیہ بھی ہم سب کی طرح حضرتِ حوّا کی اولاد ٹھہریں اور ممبرات وناصرات نے حضرت حوّا کی بیٹیاں بن کر خلافت کے مبارک سایہ تلے اسلام احمدیت کا نام روشن کر کے اللہ تعالیٰ کی توحید کا عَلم پہلے سے زیادہ بلند کیا، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے والوں کی تعداد میں بے انتہا اضافہ کیا، اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب قرآنِ کریم کی لغوی، معنوی اور تفسیری اشاعت کر کے نیز اِس پیاری تعلیم کو اپنے دلوں میں بٹھا کر "صحابیات" کے اسوہ کو از سرِ نو زندہ کر کے اور غیر اسلامی رسومات، بدعات اور حرکات کے طوق سے اپنی گردنیں آزاد کروا کر اپنی بڑی اُمّی یعنی حضرتِ حوّا پر لگے الزام کو دھونے کی کوشش کی اور مسلسل کر رہی ہیں جس کے نتیجے میں حضرتِ حوّا کی اِن بیٹیوں کے نیک اعمال اور حُسنِ کردار کی وجہ سے یہ یقینی طور پر کہا جاسکتا ہے کہ حضرتِ حوّا کی اِن بیٹیوں نے جہاں جنت کے دروازے اپنے لیے وا کیے ہیں وہاں اِن بیٹیوں کے طفیل ارب ہا لوگ جنت میں داخل ہوئے اور اب بھی ہو رہے ہیں اور آئندہ بھی تا قیامت داخل ہوتے رہیں گے۔ جنت میں داخل ہونے والے اِن لوگوں میں حوّا کی اِن بیٹیوں کے والدین بھی ہوں گے، اِن کے خاوند بھی ہوں گے، اِن کے بہن بھائی بھی ہوں گے، اِن کی اولادیں بھی ہوں گی۔ اِن میں اِن کے دیگر عزیز و اقارب، جان پہچان رکھنے والے واقف کار بھی ہوں گے اور یہ تمام خوش قسمت لوگ حوّا کی اِن بیٹیوں کی نسبت یہ نعرہ بلند کر رہے ہوں گے سَلٰمٌ قَوۡلًا مِّنۡ رَّبٍّ رَّحِیۡمٍ (یٰسٓ:59)۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے لجنہ اماء اللہ کے بارے میں خطابات کو "حوّا کی بیٹیاں اور جنت نظیر معاشرہ" کا نام دیا گیا ہے۔ ممبرات لجنہ اماء اللہ کا یہی وہ حسین کردار ہے جس کو سامنے رکھ کر کس یقین کے ساتھ حضورؒ نے اِس پیغام میں یہ الفاظ فرمائے ہیں کہ "اب اِن کی بیٹیوں نے دوبارہ جنّت حاصل کر کے اِس الزام کو دھو دیا ہے" اور شاعرہ نے کیا ہی حسین اور ادب کو مدِ نظر رکھ کر اس مضمون کو اِس شعر میں سمو دیا ہے کہ

آج حوّا کی بریّت کے ہوئے ہیں سامان
بیٹیاں جنتِ گُم گشتہ کو لے آئی ہیں

جس کو آسان فہم مفہوم میں کہا جاسکتا ہے کہ لجنہ اماء اللہ کے قیام (1922ء) کے بعد 103 سالوں میں اور اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کا مبارک دَور بھی شامل کر لیا جائے تو 136 سالوں میں بشمول حضرت امّاں جانؓ اور 14 بنیادی اراکین سمیت لاکھوں حوّا کی بیٹیوں نے اپنے اخلاقِ حسنہ، حسنِ کردار اور مالی، وقت، علمی اور عزت کی قربانیوں کے پیشِ نظر اُس کھوئی ہوئی جنت کو دوبارہ نہ صرف عورتوں کے لیے بلکہ اپنے پیارے عزیزوں اور رشتہ داروں کے لئے حاصل کر لیا اور یوں مائی حوّا کے اِس الزام سے خلاصی کا انتظام کروا کر حضرتِ حوّا کو آزاد کروا دیا ہے۔

لجنہ کی سرگرمیوں کو حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ نے اس طرح سراہا ہے۔

"حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے زمانے میں حضور کی ہدایت اور نگرانی کے تحت احمدی مستورات نے ہر جہت میں ترقی کی ہے اور بعض کاموں میں تو وہ جوش و خروش دکھاتی ہیں کہ مَردوں کو شرم آنے لگتی ہے اور مالی قربانیوں میں ان کا قدم پیش پیش ہے"

(سلسلہ احمدیہ جلد اوّل صفحہ 190)

پیاری بہنو! آج کی میری تقریر کا عنوان اور اس میں بیان مضمون جہاں حضرتِ حوّا کی بریّت کے سامان پیدا کر رہا ہے وہاں پر بہت بڑی ذمہ داریوں کا بھی لجنہ اماء اللہ کو مکلّف بنا رہا ہے اور بزبانِ حال سے یہ کہہ رہا ہے کہ اتنا وسیع اور پھیلا ہوا مضمون ہے کہ اگر ہم میں سے ہر ایک مرد و زن اِس پر غور کرے اور اِس غور کو ہی اپنی انتہا کو پہنچا کر اُس پر عمل شروع کر دے تو تب بھی اِس مضمون کا حق ادا نہیں ہو گا۔ مَرد کے الفاظ خاکسار نے اِس لیے استعمال کیے ہیں کہ عورتوں کو جنت کے راستوں پر ڈالنے کے لیے آسانیاں پیدا کرنا انہی مَردوں کا کام ہے۔ جیسا کہ مَیں اوپر ذکر کر آیا ہوں کہ یہ مضمون بہت وسیع ہے اور اُس کے مختلف پہلو ہیں جن پر الگ الگ سے روشنی ڈالی جاسکتی ہے مگر مَیں بہت اختصار کے ساتھ اِن تمام پہلوؤں کا یکجائی طور پر اشارۃً ذکر کر دیتا ہوں۔

1۔ دین و دنیا کے تمام اُن پہلوؤں کا جائزہ لیں جو کسی انسان کی روحانی ترقیات کا باعث بنتے ہیں یا بن سکتے ہیں۔ اُن میں سے نمبر ایک پر اپنے خالقِ حقیقی یعنی اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا، اُس کی بڑائی بیان کرنا، اُس کی توحید پر کامل یقین رکھ کر اُس کا پرچار کرنا شامل ہے۔ اس حوالے سے اگر احمدی لجنات کا جائزہ لیں تو وہ صفِ اوّل پر براجمان نظر آتی ہیں۔ عورتوں کے ماحول کو اگر دیکھیں تو اسلامی معاشرہ میں پردہ اور حجاب میں رہتے ہوئے توحید الٰہی کا پرچار مردوں کی نسبت قدرے مشکل نظر آتا ہے مگر احمدی مستورات نے اِس حوالہ سے یہ تاریخ بھی رقم کی کہ انہوں نے دنیا بھر میں توحید باری تعالیٰ کے پرچار کے جھنڈے گاڑ دیے۔ پردے میں رہ کر تبلیغی اسٹالز لگا کر وجودِ باری تعالیٰ کے حوالہ سے نہ صرف زبانی پرچار کرتی نظر آتی ہیں بلکہ ہستی باری تعالیٰ پر بروشرز اور کتابچے تقسیم کرکے دنیا کو وحدانیت کی طرف بلاتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی توحید اور وحدانیت نیز وجودِ باری تعالیٰ کی بات چلی ہے تو حوّا کی احمدی بیٹیوں کا ایک کردار یہ ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی محبت بچپن سے ہی اپنے بچوں کے دلوں میں ڈالی، اُن کو نمازی بنایا، اللہ کا خوف پیدا کیے رکھا۔ ہزاروں حوّا کی احمدی بیٹیوں نے اپنے خاوندوں کو مساجد کی راہ دکھائی، اُنہیں اللہ والا بنایا۔ اللہ کا خوف اُن کے دلوں میں دُعاؤں سے پیدا کیا کہ وہ اللہ والے بن گئے، خلافت کے دربار میں آ پہنچے اور خدماتِ دینیہ بجالانے والے بن کر جنت کے راستوں پر چلنے لگے۔ ان حوّا کی بیٹیوں کا خدا سے ایسا تعلق تھا کہ خود بھی اللہ والی کہلائیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے 12؍ستمبر 1992ء کو جلسہ سالانہ جرمنی میں مستورات سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ”احمدی خواتین میں بڑی بڑی اولیاء اللہ پیدا ہوئی ہیں۔ بعض ایسی ہیں جن کو خدا تعالیٰ الہامات سے نوازتا رہا ہے۔ کشوف عطا فرماتا ہے۔ سچے رؤیا دکھاتا ہے۔ مصیبت کے وقت ان کی دعائیں قبول ہوتی ہیں اور قبولیت سے متعلق پہلے سے اطلاع دی کہ یہ واقعہ اس طرح ہوگا اور اسی طرح ہوا۔ یہ وہ آخری منزل ہے جس کی طرف ہر احمدی خاتون کو لے کر ہم نے آگے بڑھنا ہے۔ تعلق باللہ کے سوا مذہب کی اَور کوئی جان نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ عبادت بھی اللہ سے محبت اور تعلق پیدا کرنے کے لئے کی جاتی ہے۔“

پھر لاریب یہی حوّا کی بیٹیاں ہیں جنھوں نے نماز تہجد اور پنجوقتہ نمازوں اور دیگر عبادات میں دوسروں کے لیے اپنے نمونے دکھلائے۔ اپنے خاوندوں، عزیز و اقارب اور اپنی اولادوں کو عبادت گزار بنایا اور ذکرِ الٰہی، اللہ تعالیٰ سے پیار، توحید کا قیام اور ذکرِ الٰہی کی تسبیحات کے ورد میں مَردوں سے کہیں آگے بڑھ گئیں۔ پردے میں رہ کر دین کو دنیا پر مقدم کیا۔ ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ جلسہ سالانہ برطانیہ 2022ء کے موقع پر مستورات سے خطاب کرتے ہوئے ایک مسلمان عورت کی دینی اور روحانی حالت کو بیان کرتے ہوئے کئی بصیرت افروز واقعات بیان فرمائے جن میں سے ایک آپ کی خدمت میں پیش ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”ایک عزیزہ ڈاکٹر ہیں لکھتی ہیں کہ جب مَیں انگلینڈ میں آئی تو یہاں ڈاکٹر کے طور پر کام کرنے کے لیے امتحان دینے ہوتے تھے۔ اس زمانے میں وہ امتحان بھی مشکل مشہور تھے کہ مشکل سے پاس ہوتے ہیں۔ کہتی ہیں بہرحال پہلا پرچہ تحریری تھا اللہ کے فضل سے پاس ہوگیا۔ اب پریکٹیکل امتحان کی تیاری ہو رہی تھی جس میں کہ مختلف سٹیشن پر جا کر مریض کو دیکھنا ہوتا ہے اور ایک examiner آپ کو دیکھ رہا ہوتا ہے، نمبر مارک کرتا ہے۔ پھر امتحان سے کچھ دن قبل ایک ساتھی کا فون آیا کہ تم امتحان کے روز کیا کپڑے پہن رہی ہو؟ کہتی ہیں سوال مجھے بڑا عجیب لگا کہ برقع کے نیچے تو جو کپڑے بھی پہنے ہوں گے اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ میرے استفسار پر اس نے کہا۔ کیا تم حجاب اور برقع میں جاؤ گی؟ اس پر مَیں نے کہا ہاں۔ اس نے کہا پھر تم کبھی پاس نہیں ہوگی کیونکہ ہمارے کورس میں بھی انہوں نے کہا تھا کہ سوٹ یا سکرٹ پہن کر آنا۔ مَیں نے اس کی بات سن تو لی لیکن اس کے بعد مَیں بہت روئی کیونکہ یہ تو مجھے پتا تھا کہ مَیں نے اپنا پردہ نہیں اُتارنا۔ صدمہ صرف اس بات کا ہوا کہ اب اپنی ڈاکٹری پریکٹس جو ہے وہ نہیں کر سکوں گی۔ بہرحال خاوند کو بتایا، اُس نے بھی اس طرح تسلی دی کہ کچھ نہیں ہوگا۔ بہرحال گھبرائی ہوئی تھی۔ امتحان کا دن آیا، اسی طرح برقع اور حجاب میں امتحان دیا جو پاکستانی طرز کا برقع تھا۔ امتحان کا نتیجہ آیا اور الحمدللہ پاس ہوگئی اور جو میری ساتھی تھی وہ پاس نہیں ہو سکی جو بڑے اپنے آپ کو فیشن ایبل سمجھ رہی تھی۔ تو کہتی ہیں

مَیں آج تک اس بات پر یقین رکھتی ہوں کہ وہ امتحان مَیں نے ہرگز اپنی قابلیت یا محنت کی وجہ سے پاس نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے دکھایا ہے کہ اگر تم دین کو دنیا پر مقدم رکھو گی تو مَیں تمہاری مدد کروں گا۔ اور پھر اس کے بعد ہر مقام پر پردے کی برکت سے خدا تعالیٰ نے میرے پیشے کی مدد کی اور مجھے خدا کے فضل سے ہمیشہ ہر مقام پر عزت ملی۔ یہاں جو خیال ہوتا ہے ناں کہ پردے سے بعض حقوق نہیں ملتے اگر انسان کو اللہ تعالیٰ پر یقین ہو، دعا کرے اور دین پر قائم رہے اور کچھ عرصہ کے لیے اگر نقصان بھی اٹھانا پڑے تو اٹھالے تو پھر اللہ تعالیٰ آخرکار کامیابی عطا فرماتا ہے۔“

2۔ اللہ تعالیٰ کے بعد اپنی روحانی اور دینی ترقی کے لیے اگر کسی کا نام لیا جا سکتا ہے تو وہ خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ہماری احمدی خواتین بھی اِس میدان میں بھی مَردوں سے کہیں کم نظر نہیں آتیں۔ تبلیغ کے حوالے سے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور اسلام کے خواص و فضائل بہت کھل کر اور مکمل اعتماد کے ساتھ لوگوں کے سامنے تبلیغی اسٹالز پر پیش کرتی ہیں۔

حضور ایدہ اللہ فرماتے ہیں کہ

”آئیوری کوسٹ کے لوکل معلم لکھتے ہیں کہ ہماری جماعت کی ایک ممبر ٹاباسوبا صاحبہ ہیں، برکینا فاسو کی ایمبیسی میں کام کرتی ہیں اور ہر چھٹی والے دن اپنا بیگ لے کر مختلف دیہاتوں میں نکل جاتی ہیں اور احمدیت کی تبلیغ کرتی ہیں۔ ایک دفعہ وہ گوبویو میں آئیں اور احمدیت کی تبلیغ کی۔ ان کے تبلیغ کرنے کا ایسا طریقہ ہے جیسے کوئی عالم تبلیغ کر رہا ہو۔ موصوفہ بڑے شوق سے تبلیغ کرتی ہیں اور اپنا فارغ وقت احمدیت کی تبلیغ میں گزارتی ہیں۔ وہ دوسرے ملک سے گئی ہوئی ہیں۔ بیگ میں لٹریچر رکھ لیتی ہیں اور تبلیغ کرتی رہتی ہیں۔“

(مستورات سے خطاب بر موقع جلسہ سالانہ برطانیہ 2022ء)

محترمہ زکیہ فردوس کومل صاحِبہ نے سیرالیون مغربی افریقہ تبلیغ کے لئے بچوں کو گودی میں اٹھائے میلوں میل پیدل سفر کیا اور لوکل زبان میں تبلیغ کرتی رہیں اور یوں بیسیوں بیعتیں حاصل کر کے گم گشتہ جنت کی راہ تکی۔

سامعین! 1923ء کے شروع میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے شدھی تحریک کے خلاف ایک خصوصی جہاد کا اعلان فرمایا۔ ہندوستان کے علاقہ یوپی میں ارتداد کی تحریک اُٹھی تھی۔ آریہ لوگ ملکانہ راجپوت کہلانے والی مسلمان قوموں کو دوبارہ شُدھ کرنے لگے تھے، یہ جہاد ان کے خلاف تھا۔ احمدی عورت دینی اغراض کے لیے بڑھ کے قربانی کے لیے ایسی تیار ہو چکی تھی کہ فوراً اپنے پیارے امام کی خدمت میں خطوط لکھے۔ جس پر 13/مارچ 1923ء کے درسِ قرآن میں آپؓ نے خوشنودی کا اظہار فرمایا:

”راجپوتوں میں تبلیغ کے متعلق تحریک کی گئی ہے اس کو سُن کر عورتوں کی طرف سے بھی کہا گیا ہے کہ اس موقع پر ہمیں بھی خدمتِ دین کا موقع دیا جائے ان کو اس خدمت دین میں شامل کرنے کا سوال تو الگ ہے اور اس کے متعلق پھر فیصلہ کیا جائے گا مگر اس سے یہ تو ظاہر ہے کہ مستورات میں بھی قربانی اور ایثار کے جذبات پائے جاتے ہیں اور وہ بھی ہر خدمتِ دین میں حصہ لینے کے لئے تیار ہیں۔“

(الفضل 25/مارچ 1923ء)

ایک خاتون محترمہ سعیدہ صاحبہ نے لاہور سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں لکھا:

”عاجزہ نے پرچہ اخبار زمیندار میں پڑھا ہے کہ بیس مسلمان عورتیں ہندو ہو چکی ہیں۔ عاجزہ کی عرض ہے کہ یہ واقعہ پڑھ کر میرے دل کو سخت چوٹ لگی ہے میرا دل چاہتا ہے کہ اسی وقت اُڑ کر چلی جاؤں اور اُن کو جا کر تبلیغ کروں اگر حضور پسند فرمائیں اور حکم دیں تو عاجزہ تبلیغ کے واسطے تیار ہے۔“

ایک خاتون محترمہ سردار بیگم صاحبہ دختر شیخ محمد حسین صاحب سب جج زیرہ ضلع فیروز پور نے لکھا:

”مرد اکثر اوقات کسی نیک کام کرنے سے اس لئے بھی رُک جاتے ہیں کہ اُن کی عورتیں راہ میں حائل ہو جاتی ہیں۔ پیاری بہنو اور بزرگو! خبردار! اس کام کے کرنے میں ہرگز حائل نہ ہونا ورنہ جہنم کا منہ دیکھنا پڑے گا تم خود مردوں سے کہو کہ نکلو اسلام کی عزت رکھنے کا وقت ہے... جو بہنیں اپنے مردوں کو بھیجنے کے ذریعے سے مدد نہیں کر سکتیں وہ اپنے مال سے مدد کریں“

(تاریخ لجنہ اماء اللہ جلد اول صفحہ 111)

20/فروری 1934ء کے الفضل میں حضرت سیدہ اُمّ طاہرؓ کی جانب سے ایک رپورٹ شائع ہوئی جس سے لجنہ اماء اللہ کی اس وقت کی تبلیغی مساعی کا اندازہ ہوتا ہے۔ آپ تحریر فرماتی ہیں:

”لجنہ کو خدا کے فضل سے تبلیغی کام کی طرف خاص توجہ ہے اور ممبرات اپنے اپنے حلقہ میں تبلیغ کا کام کرتی رہتی ہیں۔ سال زیر رپورٹ میں حسبِ دستور سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جلسہ قادیان میں زیر اہتمام لجنہ منعقد ہوا۔ اور خدا کے فضل سے بہت کامیاب رہا۔ حاضرات کی تعداد جن میں غیر مسلم عورتیں بھی کثرت سے شامل تھیں۔ سات آٹھ سو کے قریب تھی۔ یوم التبلیغ میں بھی لجنہ نے خاص طور پر حصہ لیا۔ ہندو اور سکھ خواتین کے ہاں جانے کے علاوہ اچھوت کہلانے والی قوم کے

محلہ میں بھی ممبرات اور دوسری بہنوں نے جاکر انفرادی طور پر تبلیغ کی۔ جس کے نتیجہ میں خدا کے فضل سے بہت سی عورتوں نے اسلام قبول کیا۔ اور کئی غیر احمدی عورتوں نے بیعت کی، فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِكَ۔"

(الفضل قادیان 20 فروری 1934ء صفحہ 5)

یہ حوّا کی بیٹیاں اپنے گھروں میں، اسکولز، کالجز، آفسز میں زیرِ لب درود پڑھتی رہتی ہیں۔ مائیں اپنے بچوں کو بھی یاد کرواتی ہیں۔ حضرت مرزا بشیر احمدؓ فرماتے ہیں:

"اگر مائیں بچپن سے ہی بچوں کی اچھی تربیت کریں اور ان کے اعمال کی نگرانی رکھیں تو وہ ان کو جنت کے راستہ میں ڈال کر ابدالاباد کی نعمتوں کا وارث بنا دیتی ہیں۔"

(ماہنامہ مصباح دسمبر، جنوری 1961-1962ء)

ہماری خواتین کے ہونٹ درود، استغفار اور ذکرِ الٰہی سے تَر رہتے ہیں۔ یہی وہ راستہ ہے جو جنت کی طرف انہیں لے جائے گا۔ حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہؓ کے متعلق اُن کی بیٹی مکرمہ فوزیہ شمیم صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ

"خدا تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بے حد محبت تھی۔ ایک دفعہ مَیں نے کہہ دیا کہ آجکل لوگوں نے رسولِ خداؐ کی محبت کو بھی حد سے متجاوز کر دیا ہے۔ یہ سن کر آبدیدہ ہو گئیں اور کہنے لگیں یہ نہ کہو بعض وقت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت بھی خدا کے برابر لگنے لگتی ہے۔"

حضرت اُم طاہرؓ کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

"زُہد و تقویٰ میں بہت بلند مقام پر فائز تھیں۔ بہت دعا گو، عبادت گزار، قرآن مجید کی عاشق صادق تھیں۔ ظاہری اور باطنی دونوں احترام ملحوظ رکھتیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جاں نثار، حضرت مسیح موعودؑ کی فدائی تھیں۔ تلاوت اور درود شریف سے خاص شغف تھا۔ نماز بہت اہتمام سے ادا فرماتیں۔ تلاوت قرآن کریم اہل زبان کے تلفظ سے کرتیں۔ جب بھی موقعہ ملتا حضرت اقدسؑ کی کتب پڑھتیں۔"

(روزنامہ الفضل ربوہ 20/جولائی 2009ء)

3۔ تیسرے نمبر پر قرآن کریم سے محبت کو ہم لیتے ہیں۔ اس کی اشاعت، تراجم اور تفاسیر میں بھی حوّا کی بیٹیوں کا ایک کردار رہا ہے اور آئندہ تا قیامت رہے گا۔ جس کے عوض حوّا پر جنت سے نکالے جانے کا الزام رفع ہوا اور ہوتا رہے گا۔ اِس وقت تک 80 سے زائد زبانوں میں جو تراجم قرآن، جماعت احمدیہ کی طرف سے شائع ہو چکے ہیں اُن میں احمدی خواتین کا برابر کا حصہ ہے۔ سسٹر امینہ، سسٹر قانتہ، سسٹر کفیلہ اور سینکڑوں باعلم خواتین کے تعاون سے آج جماعت کے متعلق غیر بھی تسلیم کرتے ہیں کہ جماعت احمدیہ، قرآن کریم کی خدمت کے میدان میں دوسرے فرقوں سے بہت آگے ہے۔ بعض تراجم خواتین کے مرہونِ منت ہیں، بعض کی اشاعت کے اخراجات احمدی خواتین نے مہیا کیے۔ گھروں میں اس کی تلاوت، اِس کے مطالب، ترجمہ و تفسیر کی صورت میں خود بھی پڑھتی ہیں اور اپنی آل اولاد کو بھی پڑھاتے ہیں۔ نہ صرف قرآن کریم کی تلاوت کرتی ہیں بلکہ اس کی عزت و محبت کو اپنے دلوں میں بڑھاتی ہیں۔ ماؤں کی کوشش ہوتی ہے کہ اُن کے بچے قرآن کریم کی پیاری تعلیم سے لغوی لحاظ سے بھی آراستہ ہوں اور عملی طور پر اِن تعلیمات کا لبادہ بھی اوڑھیں۔ چونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی پیاری کتاب ہے۔ اللہ کے رسولؐ کو بھی اِس الہامی کتاب سے بہت پیار تھا۔ وہ نہ صرف اِس کی تلاوت فرماتے بلکہ خوش الحان صحابہؓ سے قرآن سُنا بھی کرتے تھے۔ اس لیے یہ کتاب اور اس کے احکامات پر عمل کرنا ایک مومن کو جنت کی طرف لے جاتا ہے۔ اِس کے طفیل بہت سی حوّا کی بیٹیاں نہ صرف خود جنت میں داخل ہوں گی بلکہ اپنے ساتھ اپنے عزیز و اقارب کو بھی لے کر جائیں گی جس سے اماں حوّا کا الزام دُھل جائے گا۔

قرآن کریم سے محبت کا ذکر چل رہا ہے تو ایک واقعہ اور بیان کرتا ہوں۔ یہ واقعہ ایک تیرہ سال کی بچی کا ہے جس کے سر سے والد محترم کا سایہ 13/مارچ 1914ء کو اُٹھا اور وہ 14/مارچ 1914ء کو نو منتخب خلیفہ کو ایک خط لکھتی ہے۔

"گزارش ہے کہ میرے والد صاحب نے مرنے سے دو دن پہلے مجھے فرمایا کہ ہم تمہیں چند نصیحتیں کرتے ہیں۔ میں نے کہا فرمائیں میں ان شاء اللہ عمل کروں گی تو فرمایا بہت کوشش کرنا کہ قرآن آجائے اور لوگوں کو بھی پہنچے۔ میرے بعد اگر میاں صاحب خلیفہ ہوں تو ان کو میری طرف سے کہہ دینا کہ عورتوں کا درس جاری رہے اور میں امیدوار ہوں آپ قبول فرمائیں گے۔ میری بھی خواہش ہے اور کئی عورتوں اور لڑکیوں کی بھی خواہش ہے کہ میاں صاحب درس کرائیں۔ آپ برائے مہربانی درس صبح ہی شروع کرا دیں میں آپ کی نہایت مشکور رہوں گی۔ امۃ الحئی بنت حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ"

4۔ **سامعین!** چوتھا ذریعہ جو مَیں نے آج کی تقریر کے لیے چُنا ہے وہ خلافت علیٰ منہاج النبوّۃ ہے۔ جو بھی صدقِ دل کے ساتھ خلافت کے مبارک نظام سے لپٹا رہے گا وہ خدا کا پیارا اور راج دُلارا ہے۔ خلافت سے جُڑے رہنے، اُس کے پلیٹ فارم سے جاری ہونے والے احکامات کی تعمیل لازماً انسان کو جنت کا راستہ دکھلائے گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ خواتین کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”عورتوں کا کام ہے کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں اور ان کے ذمے جو اللہ تعالیٰ نے کام لگایا ہے یعنی نئی نسل کی اصلاح کرنا، اُن کو اِس مقام پر لے کر آئیں، جہاں وہ دین کا بھی اور جماعت کا بھی ایک مفید وجود بن سکیں، اپنے ملک کا بھی مفید حصّہ بن سکیں۔ جب یہ ہو گا تو پھر ہی ایک ایسا عظیم معاشرہ قائم ہو گا جہاں صرف خدا تعالیٰ کی بندگی کا حق ادا کرنے والے لوگ ہوں گے اور دنیا میں بھی جنّت کے نظارے دیکھنے والے ہوں گے اور اگلے جہان میں بھی جنّت کے نظارے دیکھنے والے ہوں گے۔“

(مستورات سے خطاب بر موقع جلسہ سالانہ برطانیہ 2025ء)

خلیفۃ المسیح کی تحریکات کی پر احمدی عورتوں کی مالی قربانیاں، واقفِ نو میں بچوں کا وقف، ان بچوں کی خوبیاں، ان کی ادائیں، ان کی قربانیاں، ان کی نیکیاں اور اعمالِ حسنہ کا فیض اور انعام یقیناً اُن کی ماؤں کی مرہونِ منّت ہے اور ان کا کریڈٹ احمدی مستورات کو جائے گا اور وہ جنت کا راستہ نہ صرف دیکھیں گی بلکہ اَوروں کو ساتھ لے کر داخل ہوں گی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فرمایا تھا جس کا مفہوم کچھ یوں ہے کہ اگر مائیں اپنے بچوں کو نمازی بنائیں گی تو ماں کی وفات کے بعد اگر بچے ظہر کی نماز پڑھیں گے تو لکھا جائے گا کہ اس کی ماں نے ظہر کی نماز ادا کی۔ بچوں کو نمازی بنانے کی صورت میں نمازوں کا اجر و ثواب ماں کے مرنے بعد بھی اُس کو ملے گا تو یہی وہ نماز کی سواری جو اُس کو جنت میں لے جانے کا باعث بنے گی۔

سامعات! حضرتِ حوّا پر حضرتِ آدمؑ کو جنت سے نکلوانے کا الزام تھا لیکن بناتِ حوّا نے دنیا کے طول و عرض میں مساجد کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے کر اور کئی مساجد محض اپنی مالی قربانی سے بنوا کر ابنائے آدم کو پھر خدا کے حضور حاضر کر دیا ہے۔

5۔ نمازوں کا قیام۔ ہر مسلمان کو نماز کی اہمیت اور فضیلت کو اپنے ہر کام پر ترجیح دینی چاہیے۔ یہی لجنہ اماء اللہ کی ترجیح ہے کہ سب احمدی ممبرات پنجوقتہ نماز کی پابند ہو جائیں تا کہ یہ حوّا کی بیٹیاں جنت کی حقدار بنیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ قیامِ نماز کے بارے میں فرماتے ہیں:

”عورتوں کے دل یادِ الٰہی سے معمور رہتے ہیں اور وہ معرفت کے ساتھ اس کی تسبیح کرتی ہیں۔ ہر بات میں اللہ تعالیٰ کو یاد رکھتی ہیں۔ ذکرِ الٰہی فرض کے طور پر بھی ہے اور نفل کے طور پر بھی۔ نماز اس کے اندر ہی آجاتی ہے۔ یعنی وہ جو نمازوں کو پوری شرائط کے ساتھ ادا کرنے والی ہیں اور اس کے علاوہ بھی ہر وقت اپنے رب کو یاد کرنے والی ہیں اور اللہ کی رحمت اور فضل سے وہ ان فیوض کو حاصل کرنے والی ہیں کہ جب وہ فیوض کسی انسان کو مل جاتے ہیں تو اس کے متعلق جائز طور پر کہا جا سکتا ہے کہ اُس نے اپنے رب سے اجرِ عظیم کو پالیا۔“

(المصابیح صفحہ 49-50)

اسی تسلسل میں نظامِ وصیت کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ یہ وہ مبارک نظام ہے جو جنت کی طرف لے کر جاتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اِس مبارک نظام میں شمولیت کرنے والے مَردوں کی نسبت حوّا کی بیٹیوں کی تعداد زیادہ ہے۔ جس کے تحت وہ اپنے اموال کی قربانی کر رہی ہیں اور جنت کی راہ تک رہی ہیں۔

مال و جاں وقت اور اولاد کیے ہیں قرباں
جو بھی مقدور میں ممکن تھا وہ لے آئی ہیں
دورِ ثانی میں یہ توفیق ملی ہے ہم کو
دورِ اول کی ادائیں سبھی اپنائی ہیں

بعض میدانوں میں عورتیں، مَردوں سے بازی لے گئی ہیں۔ خلافت کے پلیٹ فارم سے کسی مسجد کی تعمیر کے لئے مالی قربانی کا اعلان ہو۔ مریم فنڈ، بلال فنڈ کا اعلان ہو یا کسی اور تحریک کا تو مرد تو یہ سوچ کر گھر آتے ہیں کہ مَیں جا کر قربانی کروں گا یا وعدہ لکھوا دوں گا مگر ہماری وفا شعار بہنوں نے تو خطبہ یا خطاب کے دوران ہی ہاتھوں سے سونے کی انگوٹھیاں، کانوں سے بالیاں اور گلے کے ہار اُتار کر ہاتھوں میں پکڑ لیے کہ کب کوئی نمائندہ یا عہدیدار ملے جس کے ہاتھوں میں اُسے تھما کر اس قرض کو اپنے سے

الگ کریں۔ اسی پر بس نہیں بلکہ گھر پہنچ کر اپنے خاوندوں کی اجازت سے باقی کا زیور بھی خلیفہ وقت کی خدمت میں پیش کر دیا۔ ان میں غریب سے غریب اور مفلس خاتون بھی شامل ہیں اور امیر سے امیر زادی بھی۔

سجی ہے پہن کر تُو لجنہ کا زیور
فدائیوں کو اپنا اجر مل گیا ہے

سامعین! پھر ایک ذریعہ جنت کی راہ ہموار کرنے کا وہ لٹریچر ہے جو حوّا کی بیٹیاں دنیا بھر میں تیار کرتی ہیں۔ اولاد کی تعلیم و تربیت کے لیے امریکہ، کینیڈا، برطانیہ، جرمنی، آسٹریلیا، فرانس، بھارت، بنگلہ دیش اور پاکستان میں پابندیاں لگنے سے قبل بہت لٹریچر مہیا کیا گیا۔ اِن میں کراچی، لاہور، اسلام آباد کی لجنہ اماء اللہ کے کام نمایاں ہیں۔ پھر یہی لجنہ اماء اللہ کی ممبرات ماہانہ، سہ ماہی رسالے اور میگزینز نکالتی ہیں جو ساری دنیا میں بسنے والے احمدیوں کی تعلیم و تربیت کا ایک بہترین ذریعہ ہیں۔ انسان کو نیکی کی بات کسی جگہ سے مل جائے اور وہ اس پر عمل پیرا ہو کر جنت کا راستہ ہموار کرے تو اس قرطاس کو لکھنے والا بھی جنتی ہو گا۔

الغرض ساری دنیا میں خلافت کے زیرِ سایہ حوّا کی بیٹیوں کی یہ تنظیم اتنی مضبوط اور مربوط ہو گئی ہے کہ ایک لڑی میں پرو دی گئی ہے۔ اس کے ذریعہ ان بیٹیوں کے توسّط سے لاکھوں احمدی خواتین داخلِ جنت ہو کر بی بی حوّا پر لگے الزام کو دھو رہی ہوں گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”تقویٰ اختیار کرو۔ دنیا سے اور اس کی زینت سے بہت دل مت لگاؤ...... کوشش کرو کہ تا تم معصوم اور پاک دامن ہونے کی حالت میں قبروں میں داخل ہو۔ خدا کے فرائض نماز زکوٰۃ وغیرہ میں سستی مت کرو..... اپنی اس ذمہ داری کو ایسی عمدگی سے ادا کرو کہ خدا کے نزدیک صالحات قانتات میں گنی جاؤ۔“

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 81)

ایک موقع پہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ احمدی مستورات کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

”مَردوں کے مقابلہ میں عورتوں نے قربانی کا نہایت اعلیٰ نمونہ پیش کیا ہے... مَیں سمجھتا ہوں کہ جو روح ہماری عورتوں نے دکھائی ہے اگر وہی روح ہمارے مَردوں کے اندر کام کرنے لگ جائے تو ہمارا غلبہ سو سال پہلے آ جائے۔ اگر مردوں میں بھی وہی دیوانگی اور وہی جنون پیدا ہو جائے جس کا عورتوں نے اس موقع پر مظاہرہ کیا ہے۔ تو ہماری فتح کا دن بہت قریب آ جائے۔“

(الازھار لذوات الخمار۔ جلد اوّل صفحہ 410-411)

سامعات! احمدی مستورات کی ایک خصوصیت ان کی اپنی اور اپنے اہل کی جانی قربانی کا پیش کرنا اور مصائب پر استقامت دکھانا بھی ہے۔ ہمارے مَردوں کی قربانیوں میں بھی عورتوں کا حصہ ہے اگر عورتیں ہمت نہ دلائیں تو اکیلے مرد قربانیاں نہیں کر سکتے۔

سامعات! قربانی کرنے والوں کی مثالوں میں ایک احمدی خاتون کا ذکر جماعت کی تاریخ میں ملتا ہے جن کا نام پھوپھی سید صاحبہ تھا۔ 1946ء میں یہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں حضرت مصلح موعودؓ کی تصویر دیکھ کر احمدی ہوئی تھیں۔ اس وقت اس خاتون کی عمر 80 سال تھی۔ بیوہ اور بے اولاد تھیں اور گاؤں کے بچوں کو قرآن کریم پڑھاتی تھیں۔ بہت سارے بچے بچیاں ان کے پاس پڑھتے تھے۔ بیعت کرتے ہی لوگوں نے ان سے بچے پڑھائی کرنے سے اٹھوا لیے کہ تم احمدی ہو گئی ہو، کافر ہو گئی ہو۔ اب قرآن کریم تم سے نہیں پڑھوانا اور وہ اپنے گاؤں میں بالکل بے سہارا ہو گئیں۔ آپ کے قبول احمدیت کی شہرت ہوئی تو ان کے بھائی وزیر علی شاہ ان کو اپنے پاس رَن مل شریف گجرات میں لے گئے اور ایک کمرے میں وہاں لا کر ان کو بند کر دیا اور ان کا کھانا پینا بند کر دیا۔ اس طرح یہ بھوکی پیاسی کئی دنوں کے فاقے اور بھوک اور پیاس کی وجہ سے اپنے مولیٰ کے حضور حاضر ہو گئیں۔ انہوں نے کوئی آہ و بکا نہیں کی۔ کوئی احتجاج نہیں کیا اور نہ ہی احمدیت چھوڑی۔ انہوں نے کہا ٹھیک ہے بھوکی پیاسی مر جاؤں گی لیکن احمدیت نہیں چھوڑوں گی۔

(ماخوذ از جلسہ سالانہ جرمنی 2018ء کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کا مستورات سے خطاب)

اپنی جان بھی اگر پیش کرنی پڑے
اس کی خدمت میں یہ بھی ہے کم دوستو

اپنی تاریخ کے اس اہم باب کو
خونِ دل سے کریں گے رقم دوستو

سامعات! حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ شہدائے لاہور کے ذکر میں فرماتے ہیں:

" ایک خاتون لکھتی ہیں کہ میرے چھوٹے بچے بھی جمعہ پڑھنے گئے تھے اور خدا نے انہیں اپنے فضل سے بچالیا۔ جب مسجد میں خون خرابہ ہو رہا تھا تو ہماری ہمسائیاں ٹی وی پر دیکھ کر بھاگی آئیں کہ رو دھو رہی ہو گی۔ یعنی میرے پاس آئیں کہ رو دھو رہی ہوں گی کیونکہ مسجد کے ساتھ ان کا گھر تھا۔ لیکن میں نے ان سے کہا کہ ہمارا معاملہ تو خدا کے ساتھ تھا۔ مجھے بچوں کی کیا فکر ہے؟ ادھر تو سارے ہی ہمارے اپنے ہیں۔ اگر میرے بچے شہید ہو گئے تو خدا کے حضور مقرّب ہوں گے اور اگر بچ گئے تو غازی ہوں گے۔ یہ سن کر عورتیں حیران رہ گئیں اور الٹے پاؤں واپس چلی گئیں کہ یہ کیسی باتیں کر رہی ہے؟ اور پھر آگے لکھتی ہیں کہ اس نازک موقع پر ربوہ والوں نے جو خدمت کی اور دکھی دلوں کے ساتھ دن رات کام کیا اس پر ہم سب آپ کے اور ان کے شکر گزار ہیں۔ ایک ماں کا اٹھارہ سال کا اکلوتا بیٹا تھا۔ ایک لڑکا تھا باقی لڑکیاں ہیں۔ میڈیکل کالج میں پڑھتا تھا۔ شہید ہو گیا اور انتہائی صبر اور رضا کا ماں باپ نے اظہار کیا اور یہ کہا کہ ہم بھی جماعت کی خاطر قربان ہونے کے لئے تیار ہیں..... پس یہ وہ لوگ ہیں، یہ وہ مائیں ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت میں پیدا کی ہیں۔ قربانیوں کی عظیم مثال ہیں۔ اس بات کی فکر نہیں کہ میرے بچوں کا کیا حال ہے یا میرا بچہ شہید ہو گیا ہے۔ پوری جماعت کے لئے یہ مائیں درد کے ساتھ دعائیں کر رہی ہیں۔ پس اے احمدی ماؤں! اس جذبے کو اور ان نیک اور پاک جذبات کو اور ان خیالات کو کبھی مرنے نہ دینا۔ جب تک یہ جذبات رہیں گے، جب تک یہ پُر عزم سوچیں رہیں گی، کوئی دشمن کبھی جماعت کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا۔"

(الفضل انٹرنیشنل جلد 17 شمارہ 26 مورخہ 25 جون تا یکم جولائی 2010ء)

حضور انور ایدہ اللہ نے سانحہ لاہور کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

" دشمن نے ایک مذموم سازش کی اور اپنے زعم میں احمدیوں سے ان کا دین اور ایمان چھیننا چاہا لیکن اس کا یہ خواب پورا نہ ہو سکا۔ ہم نے تو یہ نظارے دیکھے کہ باپ کے شہید ہونے پر اس کے نو دس سالہ بیٹے کو ماں نے یہ نصیحت کر کے مسجد بھجوایا کہ بیٹا وہیں کھڑے ہو کر جمعہ پڑھنا جہاں تمہارا باپ شہید ہوا تھا تا کہ یہ بات تمہارے ذہن میں رہے کہ موت ہمیں ہمارے عظیم مقاصد کے حصول سے خوفزدہ نہیں کر سکتی۔ پس جس قوم میں ایمان کی دولت سے لبریز ایسے بہادر بچے اور مائیں ہوں اس قوم کی ترقی کو کوئی دشمن اور دنیاوی طاقت روک نہیں سکتی۔ "

(ماہنامہ انصار اللہ نومبر، دسمبر 2010ء کو شہدائے لاہور نمبر صفحہ 9)

نماز جمعہ کو پچھلے جمعے جہاں گئے تھے تمہارے بابا
اسی جگہ پہ نماز پڑھنا جہاں کھڑے تھے تمہارے بابا
نشان منزل نہیں ہے بیٹا نشان راہ ہیں یہ سرخ چھینٹے
وہاں سے آغاز تم کرو گے جہاں رکے تھے تمہارے بابا"

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ احمدی مستورات کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"احمدی مستورات قربانیوں میں ہرگز اپنے مردوں سے پیچھے نہیں ہیں۔ شہادت میں وہ بیویاں جو بیوگی کی زندگی بسر کرنے کے لئے پیچھے رہ جاتی ہیں اُن کے متعلق یہ گمان کرنا کہ ان کے خاوند ثواب پا گئے اور وہ محروم رہ گئیں، وہ آگے نکل گئے اور یہ پیچھے رہ گئیں یہ بالکل غلط خیال ہے۔ مردوں کی شہادت کی عظمت کے اندر ان کی بیواؤں کی قربانیوں کی عظمت داخل ہوتی ہے۔ ان ماؤں کو آپ کیسے بھلا سکتے ہیں جن کے بچے شہید ہوئے اور اللہ کی رضا کی خاطر وہ راضی رہیں اور بڑے حوصلے اور صبر کے نمونے دکھائے۔ ان بہنوں کو آپ کیسے فراموش کر سکتے ہیں جن کے ویر ہاتھ سے جاتے رہے۔ بہت ہی پیار سے ان کو دیکھا کرتی تھیں، بڑی محبت سے ان کا استقبال کیا کرتی تھیں اور جانتی ہیں کہ اب کوئی گھر میں واپس نہیں آئے گا۔ کون کہہ سکتا ہے کہ یہ خواتین، یہ بوڑھیاں، یہ بچیاں، یہ جوان عورتیں یہ ساری قربانیوں سے محروم ہیں اور صرف شہید ہونے والے قربانیوں میں آگے نکل گئے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 20 جون 1986ء مطبوعہ خطبات طاہر جلد 5 صفحہ 436-440)

؎ جان ومال و آبرو حاضر ہیں تیری راہ میں

سامعات! حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ لجنہ اماء اللہ کی مساعی کو سراہتے ہوئے فرماتے ہیں:

”ایک کھلا چیلنج ہے تمام دنیا کی خواتین کے لیے احمدی خواتین سی کوئی اور خواتین تو لا کر دکھاؤ۔ کتنی عظمت کی زندگی ہے۔ کتنے اعلیٰ مقاصد کے لیے وقف ہیں اور ان کی لذتوں کے معیار بدل چکے ہیں۔ تمہیں جو لذت سنگھار پٹار میں ملتی ہے۔ دکھاوے نمائش اور ناچ گانوں میں ملتی ہے اس سے بہت بہتر اور بہت اعلیٰ درجے کی لذتیں احمدی خواتین کی زندگی کو منور رکھتی ہیں اور ان کے دلوں میں ایسی باقی رہنے والی لذات ہیں جو اس زندگی میں بھی اس کا ساتھ دیتی ہیں اور اُس دنیا میں بھی جہاں تم سب نے مر کر پہنچنا ہے...... احمدی خواتین دنیا میں مثبت اقدام کے طور پر کیا کچھ کر رہی ہیں قوموں کی زندگی میں کتنا بھرپور حصہ لے رہی ہیں اور جیسا کہ میں نے پہلے ہی کہا ہے دنیا بھر کی تمام خواتین سے مقابلہ کر کے دیکھ لیں کہ کسی قوم میں خواتین کی اتنی بھاری تعداد اتنے مثبت اور مفید کاموں میں مصروف دکھائی نہیں دیں گی جیسے کہ احمدی خواتین دکھائی دیتی ہیں اپنے خلفائے کرام کے زیر سایہ صبر ورضائے الٰہی، توکل، زُہد اور تقویٰ کی دولت سے مالا مال نہ صرف مردوں کے شانہ بشانہ چلتی جارہی ہیں بلکہ اولادوں کی اعلیٰ تربیت کر کے نئی نسلوں کے ذریعے جماعت کو ایک نئی اور عظیم قوت فراہم کرتی چلی جارہی ہیں۔ آج میں احمدی عورت کو اپنے دائیں بھی لڑتے دیکھ رہا ہوں اور بائیں بھی اور آگے بھی اور پیچھے بھی۔ آج احمدی خواتین بیدار ہو کر اُٹھ کھڑی ہوئی ہیں احمدی خواتین نے ہر میدان میں میرا ساتھ دیا ہے۔ بگڑے ہوئے معاشرے کا بہترین جواب احمدی خواتین ہیں۔“

(الفضل 30/جولائی 1999ء)

آئیں! ہم بھی عہد کریں کہ اپنی زندگیوں کو خدا کی خوشنودی اور دین اسلام کی خاطر وقف کریں۔ تاریخ کی اُن قربانیوں کو ضائع نہ ہونے دیں جو لاکھوں عورتوں نے توحید کو قائم رکھنے کے لیے دیں۔ جن کے بدلے میں اجر عظیم کا وعدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فَاِنَّ اللّٰہَ اَعَدَّ لِلۡمُحۡسِنٰتِ مِنۡکُنَّ اَجۡرًا عَظِیۡمًا۔ (الاحزاب: 30)

ترجمہ: یقیناً اللہ نے تم میں سے حُسنِ عمل کرنے والیوں کے لئے بہت بڑا اجر تیار کیا ہے۔

دینِ حق کے لیے مجنون ہیں سودائی ہیں
ہم فقط وصلِ الٰہی کی تمنائی ہیں
سائباں، سایہ، سہارا ہے حفاظت کا حصار
ہم خلافت کی دل و جان سے شیدائی ہیں
دیں کی خدمت میں یہ اعزاز ملا ہے ہم کو
پیارے اللہ کی ہم لونڈیاں کہلائی ہیں

(کمپوزڈ بائی: عائشہ چوہدری۔ جرمنی)